ہندوستان میں
''ہمدان'' کے چند صوفیائے کرام
(حیات وخدمات)

ڈاکٹر شاہد اقبال

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اپنے ظہور کے ابتدائی مراحل میں ہی سرزمین ایران میں داخل ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایرانی عوام مجموعی اعتبار سے مشرف بہ اسلام ہوگئے جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اسلام نے تمام مصنوعی اور خودساختہ خداؤں کی نفی وتردید اور پیغمبر اکرمؐ کی رسالت پر بھرپور تاکید اور اس میں کسی قسم کی مفاہمت سے انکار کرتے ہوئے ایرانیوں کو اس بات کی کھلی چھوٹ دیدی تھی کہ وہ اپنی ہزاروں سال قدیم ثقافتی اور تہذیبی میراث کو گلے لگائے رکھیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسلام ایرانی تہذیب اور فارسی زبان کے کندھوں پر سوار ہوکر مرکزی ایشیائی ممالک میں داخل ہوگیا اور جب مسلم حاکموں اور حملہ آوروں نے اپنی ظالمانہ راہ وروش کے ذریعہ انسان دوستی پر مبنی اسلامی تعلیمات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی تو ایرانی صوفیاء کرام عشق ومحبت کا پیغام لے کر آگے بڑھے اور انسانیت کو منزل کمال عطا کرنے میں ہمہ تن سرگرم ہوگئے۔ ایران اور مرکزی ایشیائی ممالک کے مختلف علاقوں سے جوق در جوق ہندوستان تشریف لانے والے صوفیوں میں ہمدانی علماء وصوفیاء کو امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ایران کے شہر ''ہمدان'' میں پیدا ہوئے، لیکن کسے معلوم تھا کہ وہ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے شہر اجمیر شریف تشریف لائیں گے، جہاں کفر وظلمت کی ردا ان کے ہاتھوں چاک ہوگی اور جہاں لاکھوں افراد ان کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوں گے۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ایران کے شہر سمنان سے اترپردیش کے ضلع فیض آباد کے قصبہ کچھوچھہ شریف تشریف لائے اسی طرح حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوت کا وطن وسط ایشیاء کا شہر کاشغر تھا۔

بالکل اسی طرح ہمدان کی سرزمین سے ہندوستان کے دور دراز علاقوں کا سفر اختیار کرنے والے صوفیائے کرام میں حضرت سید امیر مسعود ہمدانی، حضرت سید موسیٰ ہمدانی، حضرت سید احمد چرم پوش ہمدانی اور حضرت سید علی ہمدانی کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ یہ وہ صوفیائے کرام ہیں جنہوں

نے بنگال، آسام بہار، اتر پردیش، تبت، نیپال اور کشمیر میں اسلام کی شمع روشن کی۔ ذیل میں مذکورہ بالا صوفیائے کرام کے احوال وآثار کا خاکہ پیش کیا جارہا ہے:

ا۔ حضرت سید امیر مسعود ہمدانی (المتوفی ۶۳۵ھ)

آپ کی ولادت ہمدان (ایران) میں ہوئی۔ تذکرہ نگاروں نے آپ کے والد کو بادشاہ وقت اور عالم بھی لکھا ہے، چنانچہ جب آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو آپ کے والد انہیں شاہی مدرسہ لے گئے اور معلم کے سپرد کردیا۔ معلم نے بسم اللہ شریف پڑھانے کے بعد کہا پڑھو ''الف'' آپ نے پڑھا ''الف'' پھر معلم نے کہا پڑھو ''ب'' آپ نے فرمایا جس نے ''الف'' پڑھ لیا۔ اس کو ''ب'' پڑھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ''الف'' ہی اصل چیز ہے۔ پھر آپ نے ''الف'' کے کئی ایک معنی بیان فرمائے۔ معلم کو معلوم ہوگیا کہ یہ لڑکا اولیاء کاملین میں سے ہوگا۔ بہر حال آپ نے علم ''ہمدان'' ہی میں حاصل کیا۔

ابھی بیس سال کے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ آپ کے سر سے سایہ پدری اٹھ گیا۔ چنانچہ ''ہمدان'' کے تمام امراء جمع ہوئے اور آپ کو تخت شاہی پر بٹھایا۔ چند ماہ بعد تخت وتاج چھوڑ کر پیر کی تلاش میں نکل گئے۔ عراق اور شام کے مقامات مقدسہ کی زیارت کرتے ہوئے ملتان پہنچے۔ ملتان اس زمانے میں صوفیوں کی اقامتگاہ بنا ہوا تھا۔ وہاں بڑے بڑے صوفیائے کرام موجود تھے۔ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت وحید الدین کرمانی، حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ (م: ۶۳۳ھ) حضرت خواجہ احاق چشتیؒ اور حضرت بابا فرید گنج شکرؒ (م: ۶۶۸ج) وغیرہ۔ آپ نے ہر ایک سے مصافحہ فرمایا۔

اس زمانے میں دہلی کے بادشاہ شمس الدین التمش (م:۶۳۳ھ) تھے۔ ان کے حکم پر حضرت سید امیر مسعود ہمدانی نے الف، ب، ت، ث، اور کلمہ توحید پر بڑی پر زور تقریر کی۔ آپ کی تقریر نے وہ اثر دکھایا کہ سامعین جھوم اٹھے اور لوگوں کو عجیب سرور حاصل ہوا۔

سلطان شمس الدین التمش، حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مرید تھے۔ سب مل کر آپ کو حضرت بابا فرید گنج شکر (م: ۶۶۸ھ) کی خدمت میں لے گئے انہوں نے خلافت کا تاج درویشی عطا کیا۔

حضرت سید امیر مسعود ہمدانی نے اپنے چند ہمرائیوں (شیخ شاہ حسین مدنیؒ اور سید برہان الدین بخاریؒ) کے ساتھ مشرقی ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ بنگال جو کفر وظلمت کے اندھیرے میں گم تھا وہاں شمع اسلام روشن کی اور لاکھوں تاریک دلوں کو منور کیا۔ بعد ازاں آپ نے علاقہ اودھ کے ضلع فیض آباد بھیاؤں شریف میں قیام فرمایا۔

آپ کا وصال ۲۴/محرم الحرام ۶۳۵ھ بعد نماز ظہر ہوا اور اسی قصبہ بھیاؤں شریف میں آپ کا مدفن ہے۔ آپ کے روضۂ مبارک پر شاندار سبز گنبد والی عمارت قائم ہے۔

حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر نے فرمایاہے کہ شیخ مسعود بڑے بزرگ باتصرف اور باکرامات ہیں۔ جو شخص اس طرف (جانب مشرق) سے میری زیارت کے لئے آئے تو بغیر شیخ مسعود کی زیارت کے نہ آئے، ورنہ ایسے آدمی سے میں بیزار ہوں۔

۲۔ حضرت سید موسیٰ ہمدانی

نسب نامہ میں آپ کا نام سید سلطان موسیٰ کاظم ہمدانی بھی لکھا ہے۔ آپ ہمدان، ایران کے صاحب ثروت واقتدار خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کو ہمدان کا حکمراں بھی لکھا ہے۔ آپ نے عیش وعشرت کی زندگی چھوڑ کر راہ فقر اختیار کی اور ہندوستان کا رخ اختیار کیا، حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوت ؒ (المتوفی۔۶۶۰،مدفن کچی درگاہ جٹھل شریف، پٹنہ(بہار) کی صحبت اختیار کی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ حضرت پیر جگجوتؒ صوبہ بہار کا قدیم صوفی خانوادہ حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوتؒ ہی کی نسل سے ہے۔ حضرت کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب کی سب ولیہ کاملہ تھیں۔

(۱) بڑی بیٹی حضرت بی بی رضیہؒ زوج حضرت مخدوم احمد یحیٰ منیریؒ بن شاہ اسرائیل بن امام محمد تاج فقیہؒ جن سے چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں۔

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ آپ ہی کے منجھلے صاحبزادے تھے۔

(۲) منجھلی بیٹی بی بی حبیبہؒ زوجہ مخدوم سید موسیٰ ہمدانی جن سے مشہور سہروردی بزرگ سید احمد چرم پوش ہوئے۔

(۳) تیسری بیٹی بی بی ہدیہ عرف بی بی کمال زوجہ حضرت سلیمان لنگر زمین بن مخدوم

عبدالعزیز بن امام محمد حاج فقیہؒ جن سے ایک بیٹا مخدوم عطاء اللہ اور ایک بیٹی بی بی کمالؒ (ہم نام والدہ) ہوئیں۔جلیل القدر سہروردی بزرگ حضرت حسین دھکر پوش آپ ہی کے صاحبزادے تھے۔

(۴) چھوٹی بیٹی بی بی جمال زوجہ شیخ حمید الدین بن حضرت مخدوم آدم صوفیؒ (خلیفہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ) ان سے حضرت مخدوم یتیم اللہ سعید بازؒ ہوئے، جنہوں نے سید موسیٰ ہمدانیؒ کا نکاح اپنی دوسری صاحبزادی بی بی حبیبہؒ سے کیا تھا۔جن سے تین صاحبزادگان تھے: سید احمدؒ سید محمد اور سید محمودؒ۔

حضرت سید احمد چرم پوش سلسلہ سہروردیہ کے نامور بزرگ ہیں اور آپ کا مزار مبارک درگاہ انبیر (بہار شریف) میں ہے۔ جبکہ ان کے بھائی سید محمدؒ اور سید محمودؒ کے مزارات شہر ہمدان (ایران) میں ہیں۔

حضرت سید موسیٰ ہمدانی کے سال وفات کا صحیح علم نہیں ہے کہا جاتا ہے۔کہ آپ کا مزار بہار شریف کے جوار (عمار پورسٹرک کے قریب کھیت میں) واقع ہے۔لیکن نشان مٹ چکا ہے۔

۳۔حضرت مخدوم سید احمد ہمدانی چرم پوشؒ (م:۷۷۶ھ)

آپ کی پیدائش ہمدان میں ہوئی تھی لیکن پروفیسر سید حسن عسکری نے شک کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی ولادت بہار ہی میں ہوئی ہوگی۔آپ کے والد کا نام حضرت سید موسیٰ ہمدانی اور والدہ بی بی حبیبہؒ بنت حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوتؒ تھیں۔آپ مخدوم جہاں حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ (المتوفی ۷۸۲ھ مدفن بہار شریف) کے خالہ زاد بھائی تھے۔آپ کی ابتدائی تعلیم ہمدان میں ہوئی تھی اور بعض روایتوں کے بموجب اعلیٰ تعلیم کے لئے بغداد گئے تھے اور علماء وفضلاء سے استفادہ کیااور اس کے بعد ہمدان لوٹ آئے۔ پھر اپنے والد کی طرح تلاش حق میں سیرو سیاحت اختیار کی اور ملتان پہنچے۔ جہاں خدا رسیدہ بزرگ حضرت علاؤ الدین علاالحق سہروردیؒ سے ملاقات ہوئی توان سے بیعت ہوئے اور ان کی سرپرستی میں روحانی ریاضت کے مراحل طے کئے پھر اپنے مرشد کی ہدایت پر تبت کا سفر کیا اور لاسہ پہنچے۔ایک روایت کے مطابق وہ نیپال آئے۔ بہر حال نیپال ہو یا تبت،آپ نے اشاعت اسلام کی راہ میں صعوبتیں برداشت کیں اور لاکھوں انسانوں کے دلوں میں شمع ہدایت روشن کی۔آپ نے چالیس سال تک بند کنوئیں میں چلہ کشی بھی کی۔

آپ کا لقب چرم پوش تھا۔ یہ چمڑا اس مخصوص دنبہ کا تھا جو حضرت اسمٰعیلؑ کی جگہ قربان ہوا تھا۔ آپ نے حضرت حسن پیارے ملتانی سے دہ چمڑا بڑی عاجزی سے مانگ لیا تھا اور اس کو درمیان سے چاک کر گلے میں ڈال لیا تھا آپ کا انتقال ۲۶/صفر ۷۷۶ھ کو بہار شریف میں ہوا، مزار مبارک امبیر درگاہ بہارشریف میں ہے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر ۱۱۸ سال تھی۔ آپ مخدوم جہاں شرف الدین یحیٰ منیری سے عمر میں چار سال بڑے تھے۔ آپ نے مخدوم جہاں سے چھ سال قبل وصال فرمایا۔

آپ قادر الکلام اور پر گوشاعر بھی تھے۔''دیوان احمدی'' آپ کی مطبوعہ یادگار ہے۔ اس کے علاوہ ایک ملفوظ بنام''ضیاء القلوب'' دستیاب ہے۔

۴۔حضرت سید علی ہمدانی عرف شاہ ہمدان یا علی ثانی (م: ۷۸۶ھ)

حضرت سید علی ہمدانیؒ نے اپنے وطن ہمدان سے نکل کر، کشمیر میں قدم رنجہ فرمایا تو ہندو اور بودھ مذہب پر ایمان رکھنے والے ۳۷ ہزار افراد نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ کی پیدائش ۷۱۴ھ میں بمقام ہمدان ہوئی تھی۔ بیس سال کی عمر میں سیاحت کی غرض سے نکلے اور انیس سال تک مختلف ممالک کی سیر کرتے رہے بعد ازاں وہ اپنے مولد ہمدان واپس آئے اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہوگئے۔ تقریباً سات سال تک قیام کرنے کے بعد آپ ۴۶ سال کی عمر میں ۷۶۰ھ میں ختلان ہجرت کر گئے اور یہی وہ زمانہ تھا جب انہوں نے اپنے چند ساتھیوں کو دعوت دین کی غرض سے کشمیر روانہ کیا۔ ۷۷۳ھ میں امیر تیمور جیسے جابر بادشاہ سے میر سید علی ہمدانی کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے اسے ظلم وجبر سے باز رہنے کی تلقین کی۔ امیر تیمور ان کی نصیحت قبول تو کیا کرتا البتہ انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی۔ لہٰذا اب سید علی ہمدانی کے سامنے سوائے ہجرت نبوی کی سنت پر عمل کرنے کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ رہا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ۷۷۴ھ میں کشمیر ہجرت کر گئے۔ حضرت میر سید علی ہمدانی کی وفات ۷۲ سال کی عمر میں ۷۸۶ھ میں ہوئی۔ آپ کے مرید آپ کا جنازہ ختلان لے گئے، جو اب تاجکستان کا ایک حصہ ہے۔ جسے اب''کولاب'' کہا جاتا ہے۔

حضرت سید علی ہمدانیؒ کی نمایاں خصوصیت سلطان جارح کے سامنے ان کی حق گوئی و بے باکی تھی۔ ان کی اس حق گوئی سے ناراض ہوکر امیر تیمور نے انہیں قتل کی دھمکی دے دی تھی۔ لیکن شاہ

ہمدان نے اپنا مشن جاری رکھا اور ایک دوسری سنت نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور انہیں رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ کشمیر کے بادشاہ قطب الدین کو شاہ ہمدان ایک خط میں لکھتے ہیں:

'اے عزیز! حرام مت کھا۔ اور کمزوروں کو محروم واپس مت کر''۔ اس خط میں آگے چل کر شاہ ہمدان بادشاہ کو خبردار کرتے ہیں کہ قیامت کے دن عام لوگوں سے نماز اور دیگر فرائض کے بارے میں پرسش ہوگی، لیکن حاکموں اور بادشاہوں سے سب سے پہلے ان کے عدل وانصاف کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ میر سید علی ہمدانیؒ کی حق پسند فطرت کا اندازہ ان چند جملوں سے بھی ہوتا ہے جو انہوں نے کشمیر کے ایک دوسرے بادشاہ سلطان غیاث الدین کو اپنے خط میں لکھے تھے:

''اگر ساری زمین میں آگ لگ جائے اور آسمان سے تلوار برسنے لگے تو بھی اس حق کو نہیں چھپاؤں گا اور دین کو دنیا کے عوض فروخت نہیں کروں گا۔''

شاہ ہمدان کی نگاہوں میں دنیا کس قدر حقیر تھی اس کا اندازہ ان کی اس گفتگو سے بخوبی ہوسکتا ہے جو امیر تیمور کے ساتھ ہوئی تھی۔ در اصل عوام میں آپ کے زبردست اثر ونفوذ کو دیکھ کر بادشاہان وقت کو یہ وہم ہوگیا تھا کہ آپ اقتدار پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ چنانچہ امیر تیمور نے آپ سے اپنے اس خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔

''میں نے سنا ہے کہ آپ حصول اقتدار کے لئے یہ سب کررہے ہیں۔''

شاہ ہمدان نے جواب دیا۔

''سلطنت کے بارے میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک لنگڑا کتا آیا اور اس کو اٹھا لے گیا۔ میں نے اسی وقت سے اپنی توجہ آخرت کی طرف کرلی۔ تیمور! تو اطمینان رکھ میں دنیا کا طالب نہیں ہوں۔''

شاہ ہمدانی کی تصانیف کی کل تعداد ایک سو ستر بتائی گئی ہے۔ تاہم ان میں ''فتوحات نامہ'' کو زیادہ شہرت ملی، جس میں عبد اور معبود کے حوالے سے شاہ ہمدان کے عارفانہ خیالات اور صوفیانہ نظریات پوری وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے آگئے ہیں۔

شاہ ہمدان ایک مصلح اور ایک داعی ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک نازک خیال شاعر بھی تھے۔ آپ کی عارفانہ غزلوں کا مجموعہ ''چہل اسرار یا گلشن اسرار کے نام سے مشہور ہے۔

ماخذ ومنابع:

۱۔بحوالہ بحر ذخار، جلد اول، صفحہ نمبر ٦١٦

۱۔عبد الحفیظ مسعودی تحفہ مسعود، تاج آفیسٹ پریس، جلال پور، امبیڈکر نگر، یوپی ۲۰۰۳ء

۲۔سید قیام الدین نظامی، تذکرہ صوفیائے بہار (شرفاء کی نگری) اسکائی لائن پرنٹنگ پریس، کراچی، ۱۹۹۵ء صفحہ ۱۰۹

۳۔ڈاکٹر محمد طیب ابدالی، تذکرہ مشائخ بہار جلد اوّل، مؤلفہ خانقاہ اسلام پور (نالندہ) ۲۰۰۳ء، ص ۱٦۴، ۱۵۷/ ۵۰۔ ۱۴۹

۴۔ تذکیرہ (سہ ماہی مجلّہ رغازی پور) مرتبہ مولانا عزیز الحسن صدیقی، سلسلہ نمبر ۳۲، ص نمبر ۴۷، ۲۴
بحوالہ۔ تذکرہ مشاہیر غازی پور، مؤلفہ مولانا محمد عزیز الحسن صدیقی ہتبصرہ نگار ڈاکٹر سید شاہد اقبال

۵۔دیوان (سہہ ماہی مجلّہ رپٹنہ) مرتبہ ڈاکٹر سید حسین احمد جلد ا، شمارہ ا، ص ۵۵ ۔ ۴۲
(بحوالہ مضمون، سلطان احمد چرم پوش اور ان کی شاعری از ڈاکٹر سید شاہ امام الدین

٦۔ ضیا وجیہ (ماہنامہ رام پور) ایڈیٹر مولانا وجاہت اللہ خاں، بابت جولائی راگست ۲۰۰۱ء،
بحوالہ مضمون سید علی ہمدانی از ڈاکٹر رضوان اللہ آروی